مدیر کے نام

راجا کرامت حسین' ٹیکسلا

'جموں و کشمیر سے دست برداری' (جنوری ۲۰۰۷ء) ہر غیرت مند پاکستانی مسلمان اور کشمیری کے لیے چشم کشا اور دل دہلا دینے والا ہے۔ ایسے محسوس ہوتا ہے کہ ہمارے روشن خیال اور امریکی ڈکٹیشن پر آنکھیں بند کر کے چلنے والے حکمران کشمیری مسلمانوں کی لازوال قربانیوں اور عزت مآب کشمیری ماؤں بہنوں کی عزت کا سودا کر چکے ہیں۔ وہ کشمیر جسے قائداعظمؒ نے پاکستان کی شہ رگ اور مفکر اسلام سید مودودیؒ نے اپنے جسم کا حصہ گردانا' اسے امریکی مفادات اور بھارتی اَنا کی بھینٹ چڑھانے کی تمام تیاریاں مکمل ہو چکی ہیں۔

سیدزادہ' باجوڑ ایجنسی

'محاسبہ اور تربیتِ نفس' (جنوری ۲۰۰۷ء) پڑھ کر نیا حوصلہ ملا۔ 'افغانستان: طالبان کا ظہور ثانی' معلوماتی ہے اور امید افزا بھی۔ 'انتہاپسندی' بنیاد پرستی اور دہشت گردی' کے مطالعے سے بہت سی غلط فہمیوں کا ازالہ ہوا۔

ڈاکٹر توقیر احمد بٹ' ملتان

جنوری ۲۰۰۷ء کا ترجمان القرآن خوب صورت سرورق کے ساتھ ساتھ معیاری مضامین سے مزین ہے' خصوصاً 'راہ ایمان کے موانع' اور 'نائن الیون کے بعد مسلم نوجوان کا کردار۔ عالم اسلام کا درد رکھنے والی نومسلمہ 'وون رِڈلے نے مسلمان حکمرانوں کو خوابِ خرگوش سے جگانے کی بھرپور کوشش کی ہے۔

ارشد علی آفریدی' لنڈی کوتل۔ اے ڈی جمیل' جھنگ

ڈ وون رِڈلے کی ایمان افروز تحریر مسلمانوں بالخصوص اُمت مسلمہ کے حکمران طبقے کو جھنجھوڑ رہی ہے اور خوابِ غفلت سے بیدار کر رہی ہے۔ موجودہ تہذیبی کش مکش میں مسلم نوجوانوں کے لیے یہ پیغام ہے کہ اسلام ہی وہ نظریہ حیات اور روحانی نظام ہے جو دنیا میں حقیقی امن و سلامتی اور خوش حالی برپا کر سکتا ہے۔

سید حامد الکاف' صنعا' یمن

''اور یہ تحفظات اس ماحول کو رکھ کر کیے گئے تھے جس میں پاکستان میں اقامت دین کے نام پر دین میں سیاست کوٹ کوٹ کر بھر دی گئی ہے اور اندیشہ ہے کہ جسے کا سیاسی استعمال شریعت اور دین کو متنازع بنا دے گا'' ('اسلامی نظریاتی کونسل اور قانونی تحفظ نسواں' ص ۷۵' جنوری ۲۰۰۷ء)' مجھے اسلامی نظریاتی کونسل کے

صدر محترم سے اس قسم کے جملوں کے صدور کی قطعاً توقع نہ تھی۔ اس سے ایک طرف تو دین اور سیاست میں تفریق کا اظہار ہوتا ہے تو دوسری طرف اقامت دین' شریعت اور دین بہ ضمن حِسبہ' جیسی اصطلاحوں کو متنازع فیہ بنانے کی کوشش نظر آتی ہے۔ اس دین پر کلی اور مجموعی نظر نہ رکھنے والے جب ایک مسلمان کو تہجد کی نماز اور دیگر پانچ نمازیں پڑھتے دیکھتے ہیں تو یہ کہہ اُٹھتے ہیں کہ یہ دین تو نماز' روزہ' زکوٰۃ اور حج کا دین ہے' جب کہ یہ دین ان عبادتوں کے بغیر نہ تو قائم کیا جا سکتا ہے اور نہ قائم ہی رہ سکتا ہے۔ یہی کچھ حال ان لوگوں کا ہے جو رسولؐ اللہ کی مدینہ میں جہادی سرگرمیوں کو دیکھ کر اور غزوات اور سرایا کی کثرت کو دیکھ کر یہ حکم لگاتے ہیں کہ اس دین میں جنگ جوئی کوٹ کوٹ کر بھر دی گئی ہے' آج کل اس کو 'دہشت گردی' کا نام بھی دیا گیا ہے۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ یہ دین پہلے دن سے اتنا ہی عبادتی ہے جتنا یہ سیاسی تھا اور روزِ اوّل سے وہ اتنا ہی سیاسی ہے جتنا کہ وہ مالی اور اقتصادی تھا۔

حکیم شریف احسن 'فیصل آباد

'مساجد میں خواتین کی شرکت' (دسمبر ۲۰۰۶ء) میں ڈاکٹر انیس احمد حضرت عائشہؓ کے ایک ارشاد کا مفہوم یوں بیان کرتے ہیں: ''اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حیات ہوتے اور مدینہ میں خواتین جس طرح مسجد میں جاتی تھیں' خود ملاحظہ فرماتے تو شاید خواتین کا داخلہ مسجد میں منع فرما دیتے'' (ص ۹۵)۔ روایت کے اصل الفاظ میں لَمَنَعَهُنَّ میں لام تاکید ہے بمعنی ضرور۔ 'ضرور' کی جگہ 'شاید' کا لفظ لانے سے مفہوم مسخ ہو گیا ہے۔

ڈاکٹر صاحب کے بقول احادیث صحیحہ میں آیا ہے کہ خواتین کی گھر میں ادا کردہ نماز کا اجر مسجد میں ادا کی گئی جماعت کے مساوی ہے'' (ص ۹۴)۔ کسی صحیح حدیث میں گھر اور مسجد کی نماز کے اجر کو مساوی قرار نہیں دیا گیا' بلکہ احادیث میں تو گھر کی نماز کو افضل اور بہتر بتایا گیا ہے۔

آسی ضیائی ' لاہور

آج کل ہماری حکومت کثرتِ آبادی سے پریشان ہو کر' پورے اہتمام سے آبادی روکنے کا پروپیگنڈا کر رہی ہے۔ ٹیلی وژن' ریڈیو اور اخبارات میں شاید ہی کوئی دن جاتا ہو جب اس کی یہ اپیل نظر سے نہ گزرتی ہو۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ دنیا کی اسلام دشمن طاقتیں مسلمانوں کی کثرتِ آبادی سے خوف زدہ ہیں اور اُنھی کی بدولت ہماری حکومت اس مہم میں بڑھ چڑھ کر حصہ لے رہی ہے' حالانکہ اگر اسلام کے نقطۂ نظر سے دیکھا جائے تو یہ ساری کوشش اللہ تعالیٰ پر عدمِ اعتماد کا منہ بولتا ثبوت ہے اور افلاس کے اندیشے سے اپنی اولاد کو قتل نہ کرو کی صریح نافرمانی ہے۔ ہمارے علما نے اس طرف توجہ نہیں دی کہ اس کی تردید اسلامی نقطۂ نظر سے کریں حالانکہ یہ بھی غضبِ الٰہی کو بھڑکانے کا باعث بن سکتا ہے۔ ضبطِ ولادت کا نظریہ کن نتائج کا حامل ہے' مغرب کو کن تہذیبی مسائل اور نسلی خودکشی جیسے مسائل کا سامنا ہے' کوئی اس سے عبرت بھی نہیں پکڑتا۔